سوال

صحیح حدیث کورد کرنے والے کا حکم

جواب

الحمد للہ

اول :

سنت نبویہ تشریع میں دوسرا مصدر ہے، جس طرح قرآن مجید جبریل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لاتے تھے اسی طرح سنت بھی لاتے تھے، اس کا مصداق اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ فرمان ہے :

اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے النجم (3-4).

اللہ سبحانہ وتعالی نے مومنوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام اوران کی حدیث اور حکم کو مکمل تسلیم کرنے کا حکم دیا ہے، حتی کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سنی اور پھر اسے قبول نہ کیا بلکہ رد کردیا تو اس میں ایمان کی رتی بھی نہیں ہے

اللہ تعالی کا ارشاد ہے :

تیرے رب کی قسم یہ اس وقت تک مومن ہی نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم تسلیم نہ کرلیں، پھر آپ جو ان میں فیصلہ کردیں اس کے متعلق اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کرلیں النساء (65).

اسی لیے اہل علم کے مابین اس پر اتفاق ہے کہ جس نے بھی عمومی شکل میں حجیت حدیث کا انکار کیا، یا پھر اسے علم ہو کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہے اسے جھٹلا دیا تو وہ شخص کافر ہے، اس میں ادنی سے درجہ کا اسلام اور اللہ اور اس کے رسول کے اطاعت نہیں

امام اسحاق بن راھویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جس شخص کے پاس بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پہنچے جو صحیح ہو اور پھر وہ اسے بغیر تقیہ کے رد کردے تو وہ کافر ہے " انتہی

اور سیوطی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اللہ آپ پر رحم کرے آپ کو یہ علم میں رکھیں کہ جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی یا فعلی حدیث کا انکار کیا بشرطیکہ وہ اصول میں معروف ہیں وہ کافر ہے، اور دائرہ اسلام سے خارج ہے، اور وہ یہود ونصاری کے ساتھ یا کافروں کے دوسرے فرقوں میں جس کے ساتھ چاہے اٹھایا جائیگا " انتہی

دیکھیں : مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ (14).

اور علامہ ابن وزیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا علم ہوتے ہوئے حدیث کا انکار کرنا صریحا کفر ہے " انتہی

دیکھیں : العواصم والقواصم (274/2).

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے :

" جو شخص سنت پر عمل سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے؛ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے والا ہے " انتہی

دیکھیں : المجموعۃ الثانیۃ (194/3).

مستقل فتوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے :

" جو شخص سنت پر عمل سے انکار کرتا ہے وہ کافر ہے؛ کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے اجماع کو جھٹلانے والا ہے " انتہی

دیکھیں : المجموعۃ الثانیۃ (194/3).

دوم :

لیکن جو شخص حدیث نبوی کو اس اعتبار سے نہیں مانتا اور رد کرتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہو سکتی تو یہ پہلی قسم کی طرح نہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ " تنویری " قسم کے نئے لوگ وہ ہیں جنہوں نے اپنی آراء اور توجھات کے ساتھ حدیث پر حکم لگایا ہے، اور یہ بات کوئی نئی نہیں، بلکہ اپنے سے قبل بدعتیوں کا ہی ٹولہ ہے، جن کے متعلق اہل علم نے ان کے شبہات بیان کیے ہیں

ان اور اس طرح کے لوگوں کو ہم کہینگے :

حدیث رد کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہونے سے انکار کرنے سے قبل علمی منہج تقاضا کرتا ہے کہ اس پر غور کیا جائے ذیل میں ہم اس کی شروط پیش کرتے ہیں :

پہلی شرط :

حدیث میں جو بیان ہوا ہے اور جو قرآن میں وارد ہے اس میں مکمل تناقض ہو اور یہ تناقض کسی واضح دلالت سے ثابت ہو جو منسوخ نہ ہو، یہاں ہم پھر " مکمل تناقض " کی قید کی تاکید کرتے ہیں، یہ تناقض صرف ظاہری نہیں ہونا چاہے جو بادی النظر میں جلدی سے ذہن میں آئے

امید ہے جو لوگ انکار حدیث کا سوچتے ہیں وہ بھی ہمارے ساتھ اس قید میں متفق ہونگے؛ کیونکہ اکثر لوگوں کے ذہن میں آنے والے ظاہری تعارض کی کوئی حقیقت نہیں، بلکہ یہ تو اعتراض کرنے والے کے ذہن میں قائم ہوا ہے، اس کا جواب تامل اور غور کرنے اور لغت کی وجوہات تلاش کرنے اور اس کا اصول شریعت اور اس کے مقاصد کی موافقت کے ساتھ جواب دیا جا سکتا ہے

جو کوئی بھی علامہ ابن قتیبہ الدینوری کی کتاب " مختلف الحدیث " پر غور اور تامل کرے وہ اس بے تکی کی قدر معلوم کر سکتا ہے جو ان منکرین حدیث نے بے تکی ماری ہیں کہ یہ قرآن کے موافق نہیں، یا پھر عقل اس کی تصدیق نہیں کرتی

پھر جب ابن قتیبہ اس کتاب میں ان احادیث کی علماء کرام سے صحیح شرح بیان کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ اس کی صحیح وجہ بھی ہے جو شریعت کے موافق ہے، اور قرآن کے تعارض والا تو صرف ایک فاسد قسم کا وہم ہی ہے

ہم ان اور ان جیسے سنت کو رد کرنے کی جرات کرنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر طعن کرنے والوں سے بغیر کسی علمی منہج، یا مقبول تنقیدی اصول، اور بغیر کسی علمی اصول کے فیصلے جس کی یہ بات اور بحث کرتے ہیں سے سوال کرتے ہیں :

کیا آپ یہ خیال کرسکتے ہیں کہ ناقد کو یقین ہو کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں سے نہیں اور یہ ممکن ہو کہ وہ مکمل طور پر قرآن کے ساتھ تعارض و تناقض رکھے، اس کے باوجود ہم دیکھیں کہ صحابہ کرام کے دور سے لیکر آج تک علماء اسلام اس حدیث کو قبول اور اس کی شرح اور تفسیر اور اس سے استدلال اور اس پر عمل کرنے پر متفق ہوں ؟!

کیا عقل سلیم جس کو یہ حاکم تسلیم کرتے ہیں یہی فیصلہ نہیں کرتی کہ اہل تخصص کے کسی امر پر فیصلے کا احترام کیا جائے جو اپنے فن اور تخصص میں ماہر ہوں ؟!

کیا کوئی شخص مثلا کے طور فیزیا یا کیمیاء یا ریاضی یا علوم تربیہ یا اقتصادی علوم کے ماہرین کو غلط کہنے کی جرات کرتا ہے جب وہ کسی ایک معاملہ پر سب متفق ہوں، خاص کر جب اس علم کے متخصصین میں سے کوئی شخص بھی ان پر اعتراض کرنے والا نہ پایا جائے، بلکہ انتہائی طور پر یہی ہو گا کہ بعض نے اس کے متعلق کچھ کالم یا کوئی کتاب پڑھ لی جو علم کو بیان کرتی ہو یا پھر سب لوگوں کے علم کے لیے، کیا کوئی ایسی جرات کرسکتا ہے ؟!

دوسری شرط :

اسناد میں ضعف کا پایا جانا جو متن میں وارد خطا کی متحمل ہو :

اور ہمارا خیال بھی یہی ہے کہ یہ شرط منہجی اور صحیح ہے، علمی نقد کے اصول کو تھوڑا سا بھی سمجھنے والے شخص کو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے، اور وہ یہ کہ متن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام ہونے سے انکار کرنا یہ معنی رکھتا ہے کہ سند میں ضعف کا پایا جانا ہی ہمیں یہ وہم دلاتا ہے کہ یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام میں سے ہے، حالانکہ یہ بالفعل ایسا نہیں

امام شافعی رحمہ اللہ کون امام شافعی جو کہ علم و ایمان میں ایک اونچا مرتبہ رکھتے ہیں، جنہوں نے علم اصول فقہ میں پہلی کتاب تصنیف کی ان کا کہنا ہے :

"جب حدیث کو ثقات راوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کریں تو یہ اس کا ثبوت ہے "

دیکھیں : کتاب الام کے ضمن میں اختلاف الحدیث (107/10).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

" صدق اور کذب حدیث کا استدلال مخبر یعنی خبر دینے والے کے صدق پر ہوتا ہے، مگر قلیل سی خاص حدیث میں "

دیکھیں : الرسالۃ فقرۃ (1099).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

" مسلمان عدول ہیں : وہ اپنے آپ میں عدول اور صحیح الامر ہیں اور ان کا اپنے متعلق خبر دینے اور ان کا نام صحیح سلامتی پر ہے، حتی کہ ہم ان کے فعل اس کا استدلال کریں جو اس کی مخالفت کرتا ہو، تو ہم اس خاص خیال کریں جس میں ان کے فعل نے اس کی مخالفت کی ہے جو ان پر واجب ہوتا تھا "

دیکھیں : الرسالۃ فقرۃ (1029-1030) اور کتاب الام (518/8-519).

امام شافعی رحمہ اللہ اس موضوع کے متعلق کچھ علمی اصول بیان جوکہ ان کی مختلف کتب میں بہت زیادہ بیان ہے کے بعد ہمارے لیے اپنا فیصلہ ذکر کرتے ہیں جس میں کچھ ہم نے یہاں نقل کیا وہ فردی اجتہادیا ان کا شخصی مذہب نہیں، بلکہ وہ ایسا اصول ہے جس پر اس سے قبل اہل علم بھی متفق اور جمع ہیں امام شافعی کہتے ہیں :

" میں نے اپنی اس کتاب کے شروع میں جو لکھا ہے اس کا عام معنی کتاب وسنت کا علم رکھنے والے، اور مختلف لوگوں اور قیاس اور معقول کا علم رکھنے والے متقدم علماء میں سے کئی ایک کے سامنے بیان کیا تو ان میں سے کسی ایک نے بھی کسی ایک کی مخالفت نہ کی، اور ان کا کہنا تھا :

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام، اور تابعین عظام اور تبع تابعین کا مذہب یہی ہے، اور ہمارا مذہب بھی یہی ہے؛ اس لیے جو بھی اس مذہب کو چھوڑے گا ہمارے نزدیک وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور ان کے بعد آج تک کے اہل علم کی راہ چھوڑ رہا ہے، اور وہ جاہل لوگوں میں شامل ہوتا ہے

ان سب کا کہنا تھا : اس راہ کی مخالفت کرنے والے کو ہماری رائے میں سب اہل علم کے اجماع میں جاہل قرار دیا گیا ہے الخ "!!

دیکھیں : اختلاف الحدیث کتاب الام (21/10) اور اسی طرح کی کلام آپ الرسالۃ فقرۃ (1236-1239) میں دیکھ سکتے ہیں

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب حدیث کو رد کرنے والے شخص پر سب سے پہلے یہ واجب اور ضروری ہے کہ وہ یہ تلاش کرے اور بیان کرے کہ اس کو بیان کرنے والے راویوں میں سے کون ہے جس نے نقل کرنے میں غلطی کی ہے، اور اگر رد کرنے والے کو سند میں کوئی ایسا سبب نہ ملے جو اس حدیث کے انکار میں مقبول سبب بن سکتا ہو تو یہ اس کے منہج کی غلطی کی علامت ہے، اور پھر یہ اس کی بھی علامت ہے کہ اسے حدیث اور قرآن کی فہم اور مقاصد شرعیۃ کی فہم کا مراجعہ کرنے کی ضرورت ہے

اور پھر جب کوئی حدیث زمین پر موجود سب سے صحیح ترین سند کے ساتھ موجود ہو، بلکہ وہ حدیث بہت سارے طرق سے مروی ہوں جیسا کہ اکثر وہ احادیث جنہیں تنویری رد کرتے ہیں اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہوں انہیں رد کرنا کیسا ہوگا؟!

تیسری شرط :

سارے معاملہ کو احتمال اجتہاد کی طرف منسوب کرنا، اور یقین وحسم اور مخالف پر مسلمانوں کی عقلوں میں طعن و تہمت زنی ترک کرنا، یہ اس وقت ہے جب اس میں کوئی ایسی وجہ ہو جو اس احتمال کو رکھتی ہو، اور اس سلسلہ میں کلام کرنے والا اہلیت بھی رکھتا ہو ضروری بحث کے لوازمات تاکہ وہ اس کا ادراک کرسکے اور اس میں بحث کرے، کسی معین علت کی بنا پر کسی ایک عالم کو حدیث ضعیف لگتی ہے، لیکن جس نے حدیث قبول کی وہ اس پر تہمت کی زبان استعمال نہ کرے

لہذا جو شخص ان تین شروط کی مخالفت کرتا اور حدیث کا انکار اور اس کی تکذیب کرنے پر اصرار کرتا ہے تو وہ خطرناک راہ پر ہے، کیونکہ کسی بھی مسلمان کے لیے بغیر کسی شروط وضوابط کے منہج میں تاویل کرنا جائز نہیں، وگرنہ وہ گناہ اور حرج میں پڑیگا

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" جس نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو رد کیا تو وہ ہلاکت کے کنارے پر ہے " انتہی

اور حسن بن علی بربھاری کہتے ہیں :

" جب تم کسی شخص کو حدیث واثار میں طعن کرتے سنو، یا پھر وہ آثار کو رد کرتا یا آثار یعنی احادیث کے علاوہ کچھ اور چاہتا ہو تو آپ اس کے اسلام میں تہمت لگا سکتے ہیں، اور آپ

اسے بلاشک وشبہ بدعتی اور صاحب ہوی وخواہشات سمجھ سکتے ہیں

اور جب آپ سنیں کہ کسی شخص کے پاس حدیث آتی ہے تو وہ حدیث نہیں چاہتا بلکہ قرآن چاہتا ہے، تو آپ اس میں شک نہ کریں کہ وہ زندیق ہے، آپ اس کے پاس سے اٹھ جائیں اور اسے چھوڑ دیں "انتہی

دیکھیں: شرح السنۃ (113-119) اختصار کے ساتھ

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے جو بیان کیا ہے اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، چاہے ہم اس کا معنی جانتے ہوں یا نہ جانیں؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صادق المصدوق ہیں، اس لیے جو بھی کتاب وسنت میں آیا ہے ہر مومن شخص کے لیے اس پر ایمان رکھنا واجب ہے، چاہے وہ اس کا معنی نہ بھی سمجھتا ہو" انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (41/3).

واللہ اعلم.